حمید اللہ جمیل (ایڈووکیٹ)

انسان بے بس اور اللہ بے نیاز!

اللہ ربّ العزت اور انسان کا تعلق پروردگار اور بندے کا تعلق ہے۔ یہ تعلق خالق اور مخلوق، عابد اور معبود اور ساجد اور مسجود کا تعلق ہے۔ اس صریح اور کھلی حقیقت سے کوئی بھی ذی فہم اور ذی ہوش انکار کی جسارت نہیں کر سکتا۔ عالم کے پروردگار نے قرآن عظیم الشّان میں جنّ وانس کی تخلیق کا مقصد ہی یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اُس کی بندگی کریں، اُس کی عبدیت اختیار کریں، اُس کی ربوبیت کو تسلیم کریں اور اس کی کبریائی اور قوت وعظمت کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔

نمرود ہو یا فرعون، قارون ہو یا شداد، ابوجہل ہو یا ابی لہب، سب اُسی خدائے واحد کے آگے مجبور و بے بس ہیں اور ایک روز اُسی کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ خدائی کا دعوے دار فرعون سیدنا موسیٰ علیہ السّلام کے دلائل و براہین اور معجزات کے سامنے لاجواب ہونے کے باوجود حق کا منکر رہا اور لوگوں سے یہی کہتا رہا کہ ''میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں'' (النزٰعت :۲۴) مگر جب ارض وسماء کے حقیقی رب کی گرفت میں آیا اور طوفان آب میں غرقاب ہونے لگا تو اپنی موت کو سامنے دیکھ کر پکار اُٹھا کہ ''میں موسیٰؑ کے رب پر ایمان لایا۔'' (یونس :۹۰) لیکن اب اس کا ایمان لانا قانونِ توبہ کی رُو سے خدا کے ہاں قابل قبول نہ تھا کیونکہ توبہ کی قبولیت آثارِ موت کے ظہور سے قبل ممکن ہے۔ ایک وسیع وعریض سلطنت کا مطلق العنان اور مضبوط ترین بادشاہ ہونے کے سبب سے فرعون تکبّر اور خودسری کا شکار ہو کر خود خدا کہلوانے کے خبط میں مُبتلا ہو گیا تو ربِّ حقیقی کے عتاب اور ابدی عذاب کا شکار ہو کر رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن گیا۔ اُسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگی اور اس کی عارضی اور غیر حقیقی شان وشوکت اور بادشاہی اُسے بچا نہ سکی اور وہ ایک خطۂ زمین کا طاقتور شہنشاہ ہونے کے باوجود خالقِ کائنات اور احکم الحاکمین کے آگے انتہائی مجبور، بے بس، بے وقعت اور حقیر ثابت ہوا۔

دنیا کی حکمرانی، جاہ وجلال اور قوت وامارت سب اللہ کی عطا کی ہوئی عارضی اور ناپائیدار چیزیں ہیں۔ اس میں کسی حکمران، کسی رئیس اور کسی طاقتور کا کوئی کمال نہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عنایات اور کمالات ہیں جن کا مقصد صرف انسان کی آزمائش ہے۔ انسان کو ایک روز اپنے رب کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔ روزِ قیامت یقیناً آئے گا، میزانِ عدل لگے گی اور حاکم ومحکوم امیر وغریب، طاقت ور اور کمزور سب اپنے پروردگار کے حضور سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔

یہ واقعہ ہے کہ انسان انتہائی نادان اور کمزور واقع ہوا ہے۔ وہ اپنی ذرا سی صلاحیت اور وصف کی بناء پر آسمانوں میں اُڑنے لگتا ہے اور خود فریبی کا شکار ہو کر خود کو جانے کیا کیا سمجھنے لگتا ہے، مگر وہ ذرا غور تو کرے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ وہ ایک

قطرے سے پیدا کیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ہے''کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا،سووہ علانیہ اعتراض کرنے لگا''۔(یٰسین:۷۷)''کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یُوں ہی مُہمل چھوڑ دیا جائے گا۔کیا یہ شخص (ابتداً ہی میں محض)ایک قطرہٗ منی نہ تھا جو(عورت کے رحم میں)ٹپکایا گیا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا،پھر اللہ نے(اس کو انسان)بنایا، پھر اعضاء درست کیئے،پھر اس کی دو قسمیں کر دیں مرد اور عورت''۔(قیامہ:۳۶۔۳۹)

انسان کی بے بسی اور لاچاری کا حال یہ ہے کہ اس کے بدن کے کسی حصہ میں ذرا سی خراش آئے یا معمولی سا درد بھی ہو تو اسے اپنے مقام و مرتبہ،حیثیت اور طاقت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔لاریب!انسان بے بسی،مجبوری اور لاچاری کی تصویر کے سوا کچھ نہیں۔دورِ ابتلاء میں اہلِ ایمان صبر و استقامت کے ساتھ اللہ ہی سے رجوع کرتے اور اسی سے استعانت طلب کرتے ہیں مگر اکثر تو وہ ہیں جو تکلیف میں ربّ ذوالجلال سے شکوہ شکایت پر اتر آتے ہیں اور اس کی لاتعداد نعمتوں اور احسانات کو ایک ہی پل میں بھلا دیتے ہیں۔

جب حقیقت میں انسان اس قدر مجبور اور بے اختیار ہے،جب وہ ہر لحظہ اللہ ہی کے فضل و احسان کا محتاج ہے،تو پھر اس کا اپنے خالق حقیقی سے تمرّد اور سرکشی کا رویّہ کیوں؟اپنے الٰہ سے ایسی بے اعتنائی کیوں؟اور اپنے پروردگار سے یہ بے رُخی،تکبّر اور گھمنڈ کیوں؟

اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے،ایک ایسا بے کراں سمندر جس کی وُسعتیں نگاہ کی بساط سے باہر ہوں۔اللہ سراپا رحمت ہے اور اہل جنت کے لیے اس کی شفقت ابدی ہے۔''اللہ'' کتنا دل نشیں،فرحت بخش،مسحور کن اور روح پرور لفظ ہے۔لاریب!تمام تر حسن،لطافتیں اور رعنائیاں اسی ایک لفظ میں پنہاں ہیں۔پروردگار کا اسمِ مُطہّر''اللہ''جب زباں پہ آتا ہے تو کائنات کی تمام لذّتیں زبان و دہن میں بھر آتی ہیں،دل کی گہرائیوں اور رگ و پے میں کیف و سرور کی لہریں دوڑ جاتی اور روح و قلب میں تمام تر پاکیزگی عُود کر آتی ہے۔

اللہ ربِّ ذوالجلال کی رزاقی اور بے نیازی کی یہ انتہا ہے کہ وہ کافر و مومن اور مشرک و منافق سب کو رزق عطا کرتا ہے۔وہ فرماں برداروں کو بھی عطا کرتا ہے اور نافرمانوں کا بھی پالنہار ہے۔تقسیم رزق کا اختیار اگر کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو بھُوک،ننگ اور افلاس سے مار ڈالتا۔یہ اس ربِّ حقیقی ہی کی شانِ بے نیازی ہے جو سب پر ان گنت نعمتوں کی بارش برساتا ہے۔وہ تنگی و فراخی سے اہلِ ایمان کو بھی آزماتا ہے اور کفار کا بھی امتحان لیتا ہے یوں وہ مومنین کا توکل اور صبر و استقامت دیکھتا ہے اور کفار کا رویّہ دیکھتا ہے کہ وہ اپنے حقیقی معبود و مسجود اور منعمِ بے نیاز کو پہچان کر اس کی طرف چلے آتے ہیں یا کفر و الحاد کے گرداب ہی میں پھنسے رہتے ہیں۔

اس سے بڑا المیہ اور کیا ہو گا کہ ٹی وی آرٹسٹ،فلمی ہیرو اور سنگرز،کھلاڑی اور سیاسی و مذہبی زعماء ہماری توجّہ کا مرکز ہیں ہم اُنہی کے گُن گاتے اور انہی کو''آئیڈیل''تصور کرتے ہیں۔آہ!آج کسی کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو وہ یوں مُہر

بہ لب ہو جاتا ہے جیسے اپنے پروردگار کی تعریف وتوصیف کے لیے اس کے پاس کلمات نہ ہوں۔ ہم بزم دنیا میں قربتِ اقربا اور فراقتِ احباب کے بڑے بڑے خواہاں ہیں اوان کی فرقت میں غم واندوہ کی تصویر بن جاتے ہیں۔ ان کے ''نامے'' آئیں تو بڑی بے تابی سے بار بار پڑھتے ہیں مگر ہائے افسوس! وہ ''نامہ'' جو قرآن مجید فرقانِ حمید کی صورت میں اللہ نے ہمارے نام بھیجا، اسے طاقوں میں سجا کر ''قران خوانیوں'' اور محض ''برکت'' کا ذریعہ بنائے بیٹھے ہیں۔

یہ رفقائے دنیا اور دوستی کے دعوے دار کس قدر مخلص اور ہمدرد ہیں اس کا فیصلہ زندگی کے تلخ حقائق کی روشنی میں بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ سوچیئے کہ انسان کا حقیقی دوست، سچا ہمدرد اور خیر خواہ کون ہے......؟ آپ کے دل ودماغ گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا انسان کا کوئی ہمدرد دوست اور خیر خواہ نہیں۔ انسان کے ''حقیقی ساتھی'' اس کے صالح اعمال ہیں جو روزِ محشر فلاح ونجات اور برأت کا سبب اور ذریعہ ہوں گے۔ قرآن مجید میں ہے: ''(اس روز) کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے اور (اس روز) مجرم یعنی کافر اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے، اپنے بیٹوں، بیوی، بھائی اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہلِ زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے اور یہ اس کو عذاب سے بچالے۔'' (معارج ۱۱۔۱۴)

قرآن مجید صریح الفاظ میں بیان کرتا ہے کہ دنیا میں دوستی اور محبت کے بڑے بڑے دعوے دار روز قیامت نفسا نفسی کا شکار ہوں گے اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ اس روز سب اللہ تعالیٰ ہی کے رحم وکرم پر ہوں گے اور وہ پورا پورا انصاف کرے گا۔ ذرا سوچیئے اور عقل وشعور کے سارے دریچے کھول کر سوچیئے کہ ہماری بے عملی، ہمارے تغافل اور باغیانہ رویّے کے باوجود اللہ ہم پر کس قدر مہربان ہے۔ وہ ہماری جلوتوں اور خلوتوں میں ایک ''اجنبی'' کی حیثیت پا کر بھی کتنا رحیم وکریم ہے۔ کیا اُس سے بڑا بھی کوئی بے نیاز ہے؟

استقامت

''میں گزشتہ پچیس برس سے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے فکر وعمل کو مشعل راہ بنائے ہوئے کام میں لگا ہوا ہوں۔ حالات نے بہت سی کروٹیں بدلیں، موسموں نے کئی رنگ بدلے مگر میں نے آنکھ جھپکی نہ تھکا اور نہ رنگ بدلا۔ آپ بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلیں۔ حالات کے بدلنے سے آدمی نہیں بدلا کرتے اور اگر خدانخواستہ کسی طوفانِ بلاخیز میں آدمی بھی بدلتا ہے تو بدل جائے، عقیدہ، فکر اور نظریہ کبھی نہیں بدلتا۔ ہرگز نہیں بدلتا۔

(محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

احرار کارکنوں کے نام پیغام، شہداءِ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (ربوہ) مارچ ۱۹۸۵ء